

میرا قصور کیا

از فرشتے چوہدری

میرا قصور کیا

زندگی "لفظ زندگی بھی کتنا عجیب ہوتا ہے کسی

کے لیے خوشی کسی کے لیے غم اور کسی کے لیے کچھ بھی نہیں اور پتا ہے سب سے
"زیادہ تکلیف دہ چیز کچھ بھی نہ ہونا ہوتا ہے

اس سے بڑھ کر اذیت کیا ہوگی کہ آپ کو کچھ محسوس ہی نہ ہو۔ خوشی نہ
غم آپ کو کسی چیز سے منرق ہی نہ پڑے اریبہ یہ جو حالی پن ہوتا ہے نا
رگ رگ میں اذیت بھر دیتا ہے۔ اپنے ہی وجود سے وحشت ہونے لگتی
ہے۔ یہ جو حالی پن ہوتا ہے نا کہیں کا نہیں چھوڑتا کہیں کا بھی نہیں۔ جانے
کس کیفیت کے زیر اثر بولے جا رہی تھی۔ خود کو ٹھکرائے جانے کا غم ہتھ یا
لاوارث ہونے کی اذیت زیادہ تھی۔ اریبہ سے اس کی کیفیت برداشت نہیں
ہو رہی تھی۔ تبھی گڑ گڑاتے ہوئے بولی بس کر دو لائبہ خدا کے لیے چپ ہو جاؤ
۔ بھول جاؤ جو ہو چکا ہے۔ گزری باتوں کو یاد کرنے کا کیا فائدہ وہ شخص تمہارے مقابل ہی

Classic Urdu Material

نہیں ہتا۔ ہاہاہا لائب قہقہہ لگانے لگی وہ اس وقت خود اذیتی کی انتہا پر تھی۔ پھر بولی نہیں اریبہ وہ غلط نہیں ہتا۔ میں ہی اس کے قابل نہیں تھی۔ اسے مکمل حق ہتا اپنی پسند کی لائف پارٹنر کا جو اس کی ہی طرح کسی شاہی خاندان کا خون ہو۔ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ بھی یہی کرتا۔ ساری دنیا شہباز شاہ کی طرح نہیں ہوتی جو زمانے کے گند کو ماتھے کا جھومر بنالے۔ اس دنیا میں ہم جیسوں کا کچھ حق نہیں ہوتا۔ ہم جیسے لوگوں کو عزت سے جینے کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ ہمارے نصیبوں کی کالک ہم سے وابستہ لوگوں کے لیے بھی ازیت ناک ہوتی ہے۔ لائب کے لہجے میں درد ہی درد بول رہا ہتا۔ اس کے چہرے پہ صدیوں کی تھکن تھی۔ اس کو دیکھ کر جو پہلا تاثر پڑتا ہتا وہ ایک ہارے ہوئے جواری کا سا ہتا۔ جو زندگی کی بھیڑ میں سب کچھ ہار گیا ہو۔ جس کے پاس جینے کی کوئی وجہ نہ بچی ہو۔ وہ اس وقت خود کو تہی دامن محسوس کر رہی تھی اور اس میں ایسا کچھ غلط بھی نہیں ہتا۔ بے نام و نشان ہونے سے زیادہ بھی کچھ خوفناک ہو سکتا ہے بھلا۔ وہ جو سمجھتی تھی کہ خوش قسمت ہے جسے بن مانگے اللہ نے ہر چیز سے نوازا ہے۔ محبت کرنے والے والدین سب سے بڑھ کر اس کے بھائی جو اس پر حبان چھڑکتے تھے۔ آہ کچھ بھی تو اس کا اپنا نہ ہتا کبھی تو پر ایا ہتا۔ جنہیں آج تک وہ اپنا سمجھتی آئی تھی وہ اس کے کچھ بھی نہ تھے۔ آہ درد سادرد

Classic Urdu Material

ہٹا اذیت کی جانے کون سی منزل تھی۔ وہ جو سمجھتی تھی وہ صرف خوشیاں بانٹنے
خوشیاں محسوس کرنے پیدا ہوئی ہے وہ عنایت تھی۔ کہتے ہیں ناکچھ خوشیوں کی عمر
!!!! تھوڑی ہوتی ہے۔ تو ایسا ہی ہوا ہٹا لائبہ شاہ کے ساتھ بھی۔ لائبہ شاہ
شہباز شاہ کی اکلوتی چار بھائیوں کی اکلوتی لاڈلی بہن جو اس کے لاڈ اٹھاتے نہ
تھکتے تھے۔

کل تک وہ اس سب پر نازاں تھی پر ایک سچ ایک معمولی سی سچائی نے اس کی
زندگی کی تمام خوشیوں کو نگل لیا تھا۔

وہ جو خود کا ہر چیز کا مالک سمجھتی تھی ہر چیز حق سمجھ کر وصولی تھی۔ اس کا تو
اس سب پہ حق ہی نہیں تھا۔ اس کی تو کہیں کوئی جگہ ہی نہیں تھی۔
آہ۔ کیا اذیت ناک ہٹا نایہ آگہی کا لمحہ۔

بیس سال پہلے شہباز صاحب جو اسلام آباد کسی کام کے سلسلے میں گئے تھے
۔ واپس گاؤں کی جانب آرہے تھے کہ اچانک ان کی گاڑی ایک ویرانے میں
آکر بند ہو گئی۔ گاڑی کا انجن گرم ہو گیا تھا۔ انھوں نے نیچے اتر کر گاڑی کا انجن چیک کیا
پانی ڈالا۔ اتنے میں انھیں کسی بچے کے رونے کی آواز سنائی دی۔ انھوں نے آگے پیچھے
دیکھا لیکن انھیں کوئی ذی نفس دکھائی نہ دیا۔ ایسے میں بچے کی آواز تجب

Classic Urdu Material

انگیز بات تھی۔ انھوں نے آواز کی جانب غور کیا تو وہ ایک طرف اگی ہوئی
جھاڑیوں میں سے آرہی تھی۔ وہ اس جانب گئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے
۔ کہ ایک کمبل میں لپیٹی ننھی سی جان روئے حبارہی تھی۔ انھوں نے اسی
وقت اسے اٹھا کر سینے سے لگالیا۔ وہ سمجھ گئے تھے اللہ نے انھیں نیک کام
کے لیے چن لیا ہے۔ انھیں ویسے بھی بیٹی کی بہت خواہش تھی اور اللہ نے کیسے ان
کی خواہش پوری کر دی تھی۔ انھوں نے اللہ سے اس آزمائش پہ پورا اترنے کی
دعا کی۔ آزمائش ہی تو تھی کسی اور کی اولاد کو سینے سے لگانا اولاد بھی وہ جسے ہمارا معاشرہ
گالی بنا دیتا ہے۔ لیکن انھوں نے ایک فیصلہ کر لیا تھا کہ کبھی بھی اس وجود کو
گالی نہیں بنے دیں گے اسے اپنا نام دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اور بیشک یہ بڑے
ظرف کی بات تھی۔ وہ جلدی سے بچی کو لے کر گھر روانہ ہوئے۔ گھر پہنچتے
ساتھ ہی بنا کہیں رکے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ تاکہ جلد از جلد اپنی
رفیق حیات سے اس پہ بات کر سکیں۔ جب وہ کمرے میں
داخل ہوئے تو سائرہ بیگم نماز کی تیاریوں میں مشغول تھیں۔ لیکن ان کے
ہاتھوں میں بچی کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ اور لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں بولیں یہ
کیا۔ ان کو پریشان ہوتے دیکھ کر شہباز صاحب نے ساری حقیقت انھیں بتا
دی۔ سائرہ بیگم سچائی سن کر رو دی اور کو ان سے لے کر گلے لگالیا۔ وہ بہت شفیق

Classic Urdu Material

حنا تون تھیں خوفِ خدا رکھنے والی۔ روتے ہوئے بولیں کتنے بد بخت لوگ ہیں۔
نہی سی جان پہ کیا ظلم کیا۔ اس وقت ان کا چوتھے نمبر والا بیٹا راحم
صرف دو منٹھ کا تھا اور بچی کو بھی بالکل پیدا ہوتے ساتھ نہیں پھینکا گیا تھا۔
سارہ بیگم اور شہباز صاحب نے بیٹی کا نام لائب رکھا یوں لائب راحم کی
دودھ شریک بہن بن گئی۔

بچے بھی بہن کو پا کر خوش تھے۔ "شہباز صاحب کے بڑے بیٹے کا نام صارم
، دوسرے نمبر پر راحم، پھر عمیر اور چوتھے نمبر پر راحم تھا۔
صارم اور راحم اسی بات پہ لڑتے رہتے ایک کہتا لائب میری بہن ہے"
اور دوسرا کہتا لائب میری بہن ہے "البتہ عمیر من موجدی سا تھا اسے
راحم اور لائب دونوں ہی پسند تھے۔ سب رشتہ داروں اور گاؤں والوں کو یہی بتایا
گیا کہ راحم اور لائب حبڑا تھے۔ اور لائب کو انھوں نے کسی دوست کو دے دیا
تھا۔ "ان کے دوست کی اولاد نہیں تھی۔" اب جب اللہ نے اس کی سنی لی
ہے اور میرے دوست کو اولاد جیسی نعمت سے نوازا رہا ہے تو

"وہ اپنی بیٹی واپس لے آئے ہیں

سوائے چند فترتی رشتہ داروں کے جو راحم کی پیدائش کے وقت موجود تھے"

Classic Urdu Material

باقی سب کو یہی بتایا گیا۔

وقت کا کام ہے آگے بڑھنا اور وہ بڑھتا گیا۔

لائب کو شہباز صاحب نے نہ صرف اپنی بیٹی کہا بلکہ سمجھا بھی اس کی ہر خواہش پوری کرتے "بلکہ جب لائب دس سال کی تھی۔ تب انھوں نے ایک فلیٹ لے کر لائب کے نام کر دیا۔ اس کے علاوہ کچھ رقم بھی اس کے اکاؤنٹ میں فکس ڈپازٹ کر وادی۔" کہ اگر خدا نخواستہ انہیں کچھ ہو گیا تو لائب کا کیا بنے گا۔ "وہ دور اندیش انسان تھے جانتے تھے۔ اگر کبھی حقیقت کھل گئی تو دنیا ان کی لائب کو جینے نہیں دے گی" ان کے اس فیصلے پر تقدیر مسکرا دی۔ "وقت گزرتا گیا بچے جوان ہو گئے۔" بڑے تینوں بیٹوں کی شادیاں انھوں نے ان کی پسند سے کر دیں۔ "وہ تینوں ڈاکٹر تھے تو لائف پارٹنر کا انتخاب بھی انھوں نے اسی شعبہ سے کیا۔

وہ لوگ اپنی من پسند زندگی گزار رہے تھے۔ بڑا صارم اسپیشلائزیشن کے لیے حبر منی گیا تھا اور پھر وہیں کا ہو کر رہ گیا تھا۔ ارحم اور عمیر اسلام آباد ہوتے تھے۔ جبکہ ارحم سی اے کر رہا تھا۔ "اور لائب بی ایس سی کے آخری سال میں تھی۔" جب ایک دن اچانک اس کے کلاس فیلو حماد نے

Classic Urdu Material

آکر اسے مخاطب کیا۔ "اس وقت وہ اور اریبہ (لائبہ کی بیسٹ فرینڈ) دونوں بیٹھ کر نوٹس بنا رہی تھیں۔" حماد کے بلانے پر وہ حیران و پریشان رہ گئی۔ "کیونکہ آج سے پہلے اس نے کبھی لائبہ کو مخاطب نہیں کیا تھا۔" وہ خود بھی لڑکوں سے کم ہی مخاطب ہوتی تھی۔ "دل میں حیران ہوتے ہو بولی جی کہیے کیا بات ہے؟؟؟"

دراصل میں آپ سے اکیلے میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ پلیز "مائسٹر نہ کریے گا۔ مجھے بہت ضروری بات کرنی ہے۔"

جی کہیے میں سن رہی ہوں آپ کی بات آپ جو بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ ادھر ہی کر لیں

دیکھیے لائبہ پلیز آپ سمجھنے کی کوشش کیجیے۔"

جو بھی ہے میں آپ سے اکیلے نہیں مل سکتی آپ نے جو بھی بات کرنی ہے ادھر ہی کر لیں۔"

حماد بولا وہ دراصل وہ وہ میں۔۔۔۔۔"

حماد صاحب جو بھی کہنا ہے کھل کر کہیں وہ وہ میں میں کیا ہوتا"

Classic Urdu Material

ہے؟؟؟؟

وہ میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں "حماد تیزی سے بولا۔"

یہ سن کر لائبہ اور اریب ہکا بکارہ گئیں۔"

"کچھ دیر تک لائبہ کچھ بول ہی نہ پائی"

تھوڑی دیر بعد جب حواس بحال ہوئے تو دبے دبے غصے میں بولی: حماد

صاحب آپ کو پتا ہے آپ کیا کہہ رہے ہیں؟؟؟؟؟

مجھے لگتا ہے آپ اس وقت اپنے حواسوں میں نہیں ہیں برائے مہربانی

یہاں سے تشریف لے جائیے۔"

حماد اپنے پھیکے پڑتے چہرے کے ساتھ بولا۔ ہاں مجھے پتا تھا آپ ایسے ہی

بولیں گی۔ پر یقین جانے میں بالکل سنجیدہ ہوں آپ کے ساتھ فلنرٹ نہیں

کر رہا۔"

اریبہ جو کافی دیر سے خاموش تماشاخی بنی ہوئی تھی۔ اچانک بولی: حماد

صاحب اگر آپ واقعی سنجیدہ ہیں تو ان کے گھر اپنا رشتہ بھجوائیں۔"

اس طرح کے فیصلے یوں سرعام نہیں کیے جاتے اور نہ ہی یہ کوئی

Classic Urdu Material

طریقہ ہے۔ آگے آپ خود سمجھ دار ہیں۔"

یہ کہہ کر لائبہ کی جانب متوجہ ہوئی جو حواس باختہ سی کھڑی تھی۔ چلو لائبہ یہاں سے کافی ریر ہو رہی ہے۔ اب ہمیں چلنا چاہیے لائبہ اور اریبہ دونوں اپنا سامان سمیٹ کر چل دیں۔"

حماد پر سوچ نگا ہوں سے دونوں کو حباتا ہوا دیکھتا رہ گیا۔"

دونوں جب حماد سے کچھ دور پہنچیں تو لائبہ اریبہ پر برس پڑی۔ کیا ضرورت تھی اسے یہ سب کہنے کی کل کو اگر وہ سچ میں گھبر تک آگیا تو سب کیا سوچیں گے؟؟؟؟

اس کی بات سن کر اریبہ مسکرا دی اور بولی: پاگل اس میں کیا ہے؟؟

اگر وہ واقعی سنجیدہ ہے تو میرا نہیں خیال اس میں کوئی برائی ہے۔ ویسے بھی کہیں نہ کہیں تو شادی کرنی ہے نا تو حماد میں کیا برائی ہے۔

اور ویسے بھی تم پریشان نہ ہوا نکل کافی سمجھدار انسان ہیں۔ وہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔ اگر انہیں حماد تمہارے لیے مناسب لگا تو ٹھیک نہیں تو نہ سہی۔ یہ سن کر لائبہ چپ ہو گئی۔"

Classic Urdu Material

اسی طرح دو تین دن گزر گئے۔ حماد کی طرف سے مکمل خاموشی تھی۔ اگر کالج میں حماد نظر آجاتا تو بھی وہ نظر انداز کر کے گزر جاتی۔

لیکن اچانک ایک اینڈپ حماد اپنی فیملی کو لے کر لائبہ کے گھر

آگیا۔

اس وقت وہ لوگ لان میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔

جب چوکیدار نے آکر اطلاع دی بڑے صاحب کوئی عثمان صاحب آپ سے ملنے آئے ہیں ان کے ساتھ ان کی فیملی بھی ہے۔ عثمان صاحب یہ کون ہو سکتے ہیں

میں تو نہیں جانتا خیر آپ انہیں اندر بلوا کر ڈرائنگ روم میں

بیٹھائیں۔" یہ کہہ کر خود بھی اندر چلے گئے۔ لائبہ اور راحم بھی اٹھ کر اپنے اپنے

کمرے میں چلے گئے۔ وہ دونوں کم ہی مہمانوں کے سامنے جاتے تھے۔ لائبہ

عصر کی نماز کی تیاری کرنے لگی ابھی وہ نماز پڑھ ہی رہی تھی کہ سائرہ بیگم اس

کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹا کر اندر داخل ہوئیں اور لائبہ کے ف نارغ ہونے کا انتظار

کرنے لگیں۔ وہ نماز سے ف نارغ ہوئی تو سائرہ بیگم بولیں بیٹا آپ کو آپ کے بابا بلا

رہے ہیں۔ جلدی سے ڈرائنگ روم میں آئیے۔

جی مہا پر وہاں تو مہمان آئے ہوئے تھے نا کیا وہ اتنی جلدی چلے گئے ہیں؟؟؟؟"

Classic Urdu Material

ارے نہیں بیٹا وہ تو ادھر ہی ہیں۔ انہیں سے ملوانے کے لیے تو آپ کو بلوار ہے ہیں۔ اسے حیرت ہوئی آج سے پہلے تو ایسے کبھی نہیں ہوا تھا کہ مہمانوں سے ملوانے کے لیے اسے بابا نے بلوایا ہو۔ وہ دوپٹہ درست کرتی انہی کے پیچھے چل دی۔ اسے لگا بابا کے کوئی حبانے والے ہوں گے جیسی بابا نے اسے بلوایا

لیکن جب ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تو حماد کو دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی وہ حیران و پریشان بابا حبانے کو دیکھنے لگی۔ وہ بھی لائبہ کو ہی دیکھ رہے تھے۔ "اس کی گھبراہٹ دیکھ کر محفوظ ہوئے۔ انہیں حماد سب بتا چکا تھا۔ اور یہ حبان کر انہیں لائبہ پر فخر ہوا تھا جس نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا تھا اور آج کی نوجوان نسل کے برعکس سارے فیصلے کا اختیار والدین کو دیا تھا۔ ارے لائبہ بیٹا آپ رک کیوں گئی آئیے نہ بچے آپ پریشان نہ ہوں" ہمیں حماد بیٹے نے سب کچھ بتا دیا ہے۔ بیٹا ہمیں آپ پہ فخر ہے جس "طرح آپ نے ہمارا امان رکھا ہے اللہ سب کو ایسی نیک طنیت اولاد دے

سب نے ایک ساتھ آمین کہا۔ وہ سب کو باری باری مل کر ایک حبان بیٹھنے لگی تھی کہ مسز عثمان بولیں: ارے بیٹا ادھر میرے پاس آ کر

Classic Urdu Material

بیٹھے نہ۔ وہ چہرے پہ زبردستی کی مسکان سجائے ان کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ اور مسز عثمان لائبر کے واری صدفے جانے لگیں اور بولیں بھائی صاحب بس اب ہمیں نہیں پتا بس آپ لائبر کو ہماری بیٹی بنادیں ہمارے بیٹے کی پسند واقعی لا جواب ہے۔

جی بہن جی کیوں نہیں بس آپ ہمیں تھوڑا سا وقت تو دیں۔"

ہاں ہاں بھائی صاحب آپ جتنا چاہیں وقت لیں پر ہمیں جواب مثبت ہی دیتے گا۔

آپ جیسے مرضی اپنی تسلی کروالیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

یہ کہہ کر انھوں نے اپنے بیگ سے کنگن نکال کر لائبر کو پہنا دیے۔ "ارے بہن جی رکے تو سہی۔۔۔۔۔"

نہیں بھائی صاحب پلیز یہ تو بس ایسے ہی ہے مسگنی تو ہم آپ کے جواب کے بعد دھوم دھام سے کریں گے۔"

سائرہ بیگم اور شہباز صاحب ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے۔"

شہباز صاحب عثمان صاحب کے نام سے واقف تھے گو کہ آج تک کبھی

Classic Urdu Material

ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ پروہ ان کے نام سے واقف تھے بلاشبہ عثمان صاحب
بز نس کی دنیا کے بادشاہ تھے۔ وہ اپنی نیک نامی کی وجہ سے مشہور تھے کافی سلجھے
ہوئے انسان تھے۔

پھر کچھ دیر بیٹھ کر وہ لوگ چلے گئے۔

اگلے دو تین دن شہباز صاحب نے ان لوگوں کے بارے میں چھان بین کروائی اور "
ہر طرف سے مطمئن ہو کر حماد کی فیملی کو مثبت جواب دے دیا۔ مسز عثمان کی خوشی
دیدنی تھی۔"

پھر تو گویا چٹ مسگنی پٹ بیاہ والا معاملہ ہوا۔

مسز عثمان نے تو ہاتھوں پہ سرسوں جمانے والے انداز میں ان کے امتحانات "
سے ایک ہفتہ بعد کی تاریخ مقرر کر دی۔

دونوں جانب زور و شور سے تیاریاں جاری تھیں۔

سارے بیگم گھر اور بازار کے چکروں میں گن چکر بن کر رہ گئی تھیں۔ صارم کو "
چھٹی نہیں ملی تھی۔ دوسرا بچہ سکول جاتے تھے تو ان کی چھٹی ملنا بھی مشکل تھا
"اسی وجہ سے وہ لوگ نہیں آرہے تھے۔"

Classic Urdu Material

ارحم اور عمیر لوگوں نے شادی سے چارپانچ دن پہلے آناہٹا ان کے لیے بھی "ہسپتال سے چھٹیاں لینا مشکل کام تھا۔ ایسے میں وہ اکیلے ہی تیاریاں کر رہی تھیں"

لائب نے ویسے ہی اتنی جلدی شادی پر شور مچایا ہوا تھا اور ناراضگی کے اظہار کے طور پر ہر چیز کا بائیکاٹ کیا ہوا تھا۔

دوسرا وہ امتحان کی تیاریوں میں مشغول تھی۔ اس لیے بھی انہوں نے اسے پریشان کرنا مناسب نہ سمجھا۔

انہیں تیاریوں میں شادی کا دن آن پہنچا۔ ارحم اور عمیر اپنی اپنی فیملی کو لے کر مہندی سے دو دن پہلے ہی آچکے تھے۔ آج بارات تھی لائبہ دونوں بھابھیوں اور اریبہ کے ہمراہ صبح ہی پارلر کے لیے نکل چکی تھی۔

وہی سے انہوں نے سیدھا ہال کے لیے روانہ ہونا تھا دونوں بھابھیاں پہلے تیار ہو کر پارلر سے ہال چلی گئیں وہاں انہوں نے مہمانوں کو بھی دیکھنا تھا۔

اب پارلر میں لائبہ کے ساتھ اریبہ تھی ان دونوں کو پارلر سے ہال لے کر جانے کی ذمہ داری ارحم کی تھی۔ لائبہ بس تیار ہو چکی تھی پارلروالی اس کا دوپٹہ سیٹ کر رہی تھی بس۔ اریبہ نے ارحم کو فون کر کے بتا دیا تھا۔ وہ

Classic Urdu Material

انہیں لینے آہی رہا تھا تھوڑی دیر بعد راحم پار لڑ پہنچ آیا اور دونوں کو سامنے دیکھ کر دیکھتا ہی رہ گیا۔ دونوں لگ ہی اتنی پیاری رہیں تھی دلہن بن کر لائب پر ٹوٹ کے روپ آیا تھا۔"

دل میں ماشاء اللہ کہتے ہوئے راحم شرارت سے ان کے قریب آ کر اجنبی لہجے میں بولا: معاف کیجئے گا بہن جی دراصل میں ادھر اپنی بہن کو لینے آیا تھا لائب نام ہے ان کا آپ نے انہیں کہیں دیکھا تو نہیں۔ یہ سن کر لائب اسے گھورنے لگی تو یہ دیکھ کر فوراً بولا: ارے لائب یہ تم ہو مجھے یقین ہی نہیں آ رہا

لائب یار کل تک تو تم ٹھیک تھی بالکل یہ آج اتنی چپڑیل چپڑیل کیوں لگ رہی ہو؟؟ میں تو تمہیں دیکھ کر ڈر ہی گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید گوہر افشائیاں کرتا۔"

لائب زور سے چلا کر بولی تو اس نے فوراً کان پہ ہاتھ رکھ لیے اور شرارت سے "بولا ارے ہاں ہاں اب یقین آ گیا ہے یہ لائب ہی ہے اور ہاں اب چلو بارات بس آنے ہی والی ہوگی۔"

راحم دونوں کو لے کر ہال کے لیے نکل گیا ابھی وہ پہنچے ہی تھے کہ بارات آنے کا شور مچا

Classic Urdu Material

گیا۔ بارات کے پر زور استقبال کے تھوڑی دیر بعد ہی نکاح کی رسم ادا کی گئی۔ شہباز صاحب اور سائرہ بیگم کے ساتھ ساتھ اس کے تینوں بھائی اور "بھابھیاں بھی آبدیدہ ہو گئے۔

اور تقدیر کے ہر فیصلے سے انجان دل میں اس کی خوشیوں کی دعا کرنے لگے۔"

نکاح کے بعد دلہن کو سٹیج پر لا کر بٹھا دیا گیا جہاں جماد پہلے سے ہی بیٹا ہوتا۔ اور پھر فوٹو سیشن سٹارٹ ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد کھانا کھول دیا گیا۔"

کھانے کے فوراً بعد رخصتی کا شور مچ گیا۔ اس سے پہلے کہ رخصتی کا اہتمام ہوتا۔ عثمان صاحب غصے سے سٹیج کی جانب آئے اور گرجدار آواز میں بولے ٹھہر جاؤ یہ رخصتی نہیں ہو سکتی۔"

ہمارے ساتھ منراڈ ہوا ہے دھوکہ دیا گیا ہے ہمیں ہم نے شہباز صاحب کی بیٹی کا ہاتھ مانگا تھا۔ جبکہ یہ ناحبانے کس کا گندہ خون ہمارے ماتھے پہ مار رہے ہیں۔ شکر ہے مجھ پہ بروقت حقیقت کھل گئی۔"

Classic Urdu Material

آہ چھی پتہ نہیں کسی کی حبانز اولاد ہے بھی کہ نہیں خیر حبانز ہوتی تو کوئی یوں " سڑک پر پھینک کر ناحباتا۔ یہ سن کر ہال میں ایک دم حناموشی چھا گئی جبکہ شہباز صاحب کا کاٹو توبدن میں لہو نہیں والا حباب ہتا۔"

لوگ آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے اور تمخسر انہ نگاہوں سے لائبہ کو دیکھ رہے تھے اور لائبہ کے تو گویا سر پہ آسمان ٹوٹ پڑا ہتا۔"

اس پر سے تیز رفتار ٹرین گزر حباتی تو شاید اتنا درد نہ ہوتا جتنا یہ سن کر "ہو رہا ہتا کہ ماما بابا اس کے والدین نہیں۔ عثمان صاحب کے الفاظ اس کا سینہ چیر رہے تھے۔ عثمان صاحب اور نہ جانے کیا کیا کہتے حبارہے تھے پر اسے کچھ بھی سنائی نہ دے رہا ہتا۔"

سارہ بیگم روتے ہوئے ان کے آگے ہاتھ جوڑتی رہیں پر ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ ار حسم "عمیر اور ار حسم نے بھی باری باری انھیں سمجھانے کی کوشش کی پر وہ کسی کی بات سننے کے موڈ میں نہیں تھے۔"

اور وہ جو اس کی عزت کا محافظ ہتا کل تک اس سے محبت کا دعویٰ دار "ہتا۔ وہ حناموشی سے سنتا رہا اور ایک لفظ بھی اس کے حق میں نہ بولا۔"

ساری دنیا اس کی ذات پر کیچپڑا چھالتی رہی اور وہ جو اس کا سائبان ہتا "

Classic Urdu Material

اسے تپتی دھوپ میں میں دنیا کی سنگ باری کے لیے تنہا چھوڑ کر ہال سے
" نکلنے والا وہ پہلا شخص تھا۔

بنا کچھ بولے دنیا جہاں کی رسوائیاں اس کے دامن میں ڈال گیا دیکھتے ہی "
دیکھتے ہال حنائی ہو گیا۔ کیوں کہ تماشا ختم ہو چکا تھا۔ تماشا ہی تو بنایا گیا تھا
" اس کی ذات کا

شہباز صاحب ڈھے سے گئے تھے ان کے کندھے ایک دم ڈھلک گئے "
تھے۔ اس سے پہلے کہ سب کچھ سمجھ پاتے ایک دم دھڑام کی آواز سنائی
دی۔ دیکھا تو لائیب سٹیج پر گری ہوئی تھی وہ معصوم لفظوں کے گاؤں برداشت نہ کر پائی
تھی۔ سب بھاگ کر اس کی جانب گئے راحم نے تیزی سے اسے اٹھایا
اور فوراً گاڑی میں ڈال کر ہسپتال کے لیے روانہ ہو گیا۔ سب اس کے پیچھے پیچھے
ہسپتال پہنچے اسے ایمر حبشی میں لے جایا جا چکا تھا۔"

اس کا نروس بریک ڈاؤن ہو گیا تھا ڈاکٹر نے اگلے بارہ گھنٹے اس کے لیے اہم "
مقرر دیے تھے اس کی جان خطرے میں تھی۔ سائرہ بیگم بس روئے
حبار ہی تھیں کیا ہوا جو انھوں نے پیدا نہیں کیا تھا اماں بن کر پالا تو تھا نہ
" سگی۔ سگی اولاد سے بڑھ کر اس کو چاہتا تھا۔

Classic Urdu Material

سب ان کو تسلی دے رہے تھے اور لائبہ کی زندگی کی دعائیں مانگ رہے تھے۔ یہ اس کی خوش نصیبی تھی جو اسے اتنے چاہنے والے رشتے ملے تھے جو سب کچھ "حبانے کے باوجود اس سے محبت کرتے تھے۔"

آٹھ گھنٹوں کے طویل انتظار کے بعد بالآخر اسے ہوش آہی گیا تھا۔ وہ بنا "ایک لفظ بولے چھت کو ٹکر ٹکر دیکھے جا رہی تھی۔"

اسے لگا جیسے زندگی ختم ہو گئی ہو جینے کی کوئی وجہ نہ رہی ہو۔ سب اس کے پاس "کھڑے تھے اس کا حال پوچھ رہے تھے پر وہ وہاں موجود ہوتی تو جواب دیتی۔"

ایک دم حبانے اسے کیا ہوا کہ اس نے دونوں ہاتھ جوڑ دیے اور اس کا ضبط ٹوٹ گیا سب سے معافی مانگنے لگی۔"

اور بولی: مجھے معاف کر دیں آپ لوگ میرے ناپاک وجود کی بدولت "آپ لوگوں کی اتنی جگہ ہنسائی ہوئی۔"

کاش بابا آپ مجھے اسی وقت مار دیتے یا وہیں چھوڑ دیتے تاکہ کوئی حبانور کھا جاتا "اور دنیا میرے ناپاک وجود سے پاک ہو جاتی۔"

یقین حبانے اتنی اذیت اتنی ذلت نہ ہوتی جتنی آج ہو رہی ہے۔ یہ کہہ کر "

Classic Urdu Material

"-لائبہ بلکہ بلکہ کو رو دی

اس کی باتیں سن کر سب تڑپ ہی تو اٹھے تھے بابا جان نے اسے گلے لگایا اور "خود بھی رو دیے تکلیف میں تو وہ بھی تھے۔ اولاد کی طرح چاہتا انھوں نے لائبہ

"کو۔

پھر اس کو تسلی دیتے ہوئے بولے بس بیٹا آپ کے بابا زندہ ہیں ابھی خبردار "آئندہ ایسی کوئی فضول بات سوچی بھی تو اس میں آپ کی کیا غلطی اور اللہ کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے۔ ابھی وہ بات کر ہی رہے تھے کہ ڈاکٹر صاحب راؤنڈرپ آگئے اور سب کو کمرے سے باہر نکال کر اس کو سکون اور انجیکشن دے دیا۔"

چار دن بعد ہسپتال سے اسے گھر منتقل کر دیا گیا۔ لائبہ کے لبوں پر حجامد "چپ لگ چکی تھی۔ گھر آئے تو رشتہ داروں کی لائن لگ چکی تھی بظاہر لائبہ کی طبیعت پوچھنے کے بہانے اس کے زخم کریدنے آتے تھے۔"

پر لائبہ ہر چیز سے بے نیاز اپنے کمرے میں پڑی رہتی۔ اگر کہیں بیٹھتی تو "گھنٹوں بیٹھ کر نجانے کیا سوچتی رہتی۔"

سارہ بیگم اس کو دیکھ کر کڑھتی رہتیں۔ سب نے اسے زندگی کی طرف

Classic Urdu Material

لانے کی کوشش کی پروہی ڈھاک کے تین پات گویا اس پر کوئی بات اثر ہی نہیں کرتی تھی۔

تنگ آکر سب نے اسے اس کے حال پہ چھوڑ دیا۔ سب اس کے دکھ پر دکھی تھے۔ پروہ بھی کیا کرتے جب اریبہ خود ہی زندگی سے بے زار تھی۔

پر آج حبانے کیسے اریبہ کو دیکھتے ہی اس کا ضبط ٹوٹ گیا۔ اور خود پہ گزری اذیت کو اس نے لفظوں کا پیر ہن پہنا کر اریبہ کے گوش گزار دیا جسے سن کر اریبہ پی ٹرپ اٹھی۔

کیسی اذیت تھی اس کے لہجے میں۔ درد سہتے سہتے تھک گئی تھی۔ آخر کب تک کوئی برداشت کر سکتا ہے۔ کبھی نہ کبھی صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے۔ اور آج اریبہ کو دیکھ کر اس کا ضبط بھی ٹوٹ گیا تھا وہ اپنا درد اریبہ سے بانٹ رہی تھی۔ اس بات سے بے نیاز کہ کوئی اور بھی ہے جو اس درد کا ساتھی ہے۔

کوئی اور بھی ہے جو اسے اس سے بڑھ کر چاہتا ہے۔ جس کے لیے اس کی تکلیف اپنی تکلیف سے بڑھ کر تھی۔

جو اپنی کم عفتی کے باعث شاید اسے کھوچکا تھا۔

Classic Urdu Material

کہتے ہیں ناکبھی کبھی حنا موٹی بھی عذاب بن جاتی ہے۔ ویسا ہی عذاب جیسا " لائبہ نے حنا کی حنا موٹی کی صورت میں سہا ہتا

وہی حنا موٹی حنا کے لیے بھی عذاب بن گئی تھی۔ جو وہ لائبہ کی حنائی کی " صورت میں سہا رہا ہتا۔"

وہ جس کے ذمہ اللہ نے اس کی عزت لگائی تھی۔ وہ جو اس کا محافظ " ہتا۔ نہ صرف اس کی بے عزتی پر حنا موٹی رہا ہتا بلکہ اسے چھوڑ کر جانے والوں میں وہ پہلا فرد ہتا اسے اپنے وجود سے گھن آرہی تھی۔ وہ جو سمجھتا ہتا کہ ساری دنیا سے زیادہ لائبہ اسے عزیز ہے۔ وہی اس کے لیے کچھ نہ " کر پایا ہتا وہی اس کے لیے درد کا باعث بنا ہتا۔"

اس نے ایک دفعہ پڑھا ہتا کہ جو ہمیں دنیا میں سب سے عزیز ہوتا " ہے۔ اسی کے لیے ہم سب سے زیادہ تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔ یہ پڑھ کر وہ کافی دیر حیران رہا ہتا

کہ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان اپنی محبوب ہستی کو اذیت دے اس کے لیے تکلیف کا باعث بنے۔"

لیکن آج وہی الفاظ اس کا منہ چڑھا رہے تھے۔ ویسا ہی تو اس نے بھی لائبہ کے

Classic Urdu Material

ساتھ کیا تھا۔

وہ جو سمجھتا تھا کہ ساری دنیا سے زیادہ اسے چاہتا ہے وہ جسے اللہ نے اس کے دکھ درد کا ساتھی بنایا تھا۔ اس کے حق میں کچھ بھی ٹھیک نہ کر پایا تھا۔ دنیا والوں سے بھی پہلے اسے چھوڑ گیا تھا۔ وہ جس نے جنت تک ساتھ نبھانا تھا۔ وہ چند انسانوں کے سامنے اس کی لاج نہ رکھ پایا تھا۔ اذیت ہی اذیت تھی۔ اس کے رگ-رگ میں وحشت بھر پائی تھی۔ سوچ رہا تھا کیسے ہو گئی اتنی بڑی غلطی۔ وہ جو اکثر دوستوں میں بیٹھ کر میاں بیوی کے رشتے کی حقیقت بتاتا آج وہی لفظ وہی حقیقت اس کے سامنے قہقہے لگا رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کاش کہیں سے وہ وقت لوٹ آئے پر کہتے ہیں نہ زندگی میں کاش نہ ہو تو زندگی آسان نہ ہو جائے۔ آج لائبہ کو چھوڑے ایک مہینہ ہو چکا تھا پر حماد کو لگتا جیسے وہ ایک مہینہ صدیوں کے برابر ہو وہ سمجھتا تھا اس کے بابا بہت کھلے دماغ کے انسان ہیں جن کے نزدیک خاندان ذات پات کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ لیکن یہ اس کی بھول تھی وہ اسے اور لائبہ کو اسی چیز کی تو سزا دے رہے تھے۔ وہ بھول گئے تھے کہ وہ ان کے اکلوتے لاڈلے کی محبت ہے حماد نے کچھ سوچتے ہوئے ایک فیصلہ کیا اور بابا کے روم میں چلا گیا دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوا۔ اور ان سے بات کرنے کے لیے الفاظ ترتیب دینے لگا اور گلا کھنکارتے ہوئے بولا اسلام

Classic Urdu Material

وعلیم بابا حبابی۔

وعلیم السلام خیر تو ہے بر خوردار آج باپ کی یاد کیسے آگئی تم تو لڑکیوں کی طرح جو گلے کر بیٹھ گئے تھے۔ یہ سن کر حماد کو برا تو لگا پر وہ چپ رہا اور ان کے حنا موش ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ ہاں بھی کہو کس لیے آئے ہو بالآخر انہیں رحم آ ہی گیا۔ "وہ دراصل بابا میں آپ سے لائبہ کے بارے میں بات کرنے آیا ہوں۔"

ہاں ہاں کہو میں سن رہا ہوں بیٹا ویسے تم ٹینشن نہیں لومیں نے طلاق کے کاغذات بنوائے ہیں۔ بابا پلیز بس کر دیں اب یہ ڈرامہ میں کسی صورت لائبہ کو طلاق نہیں دوں گا وہ میری عزت ہے۔ بس بہت ہو گیا یہ ڈرامہ۔ عثمان صاحب کو یہ سن کر چار سو چالیس والٹ کا کرنٹ لگا وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور دھاڑتے ہوئے بولے بس حماد ہمارے باپ نہ بنو۔ ہم تمہاری بیوقوفی کے ہاتھوں اپنے ماتھے پر سارے جہاں کی کالک نہیں لگوا سکتے۔ ہم اپنی نسلیں کسی ایسی عورت کے حوالے نہیں کر سکتے جس کا کوئی نام و نشان نہیں اور پتہ نہیں وہ کسی کی جائز اولاد ہے بھی کہ نہیں۔ تم کیا چاہتے ہو زمانے بھر کا گند ہم اپنے ماتھے پہ جھومر کی طرح سجالیں۔ بس کر دیں بابا

Classic Urdu Material

خدا را بس کر دیں آپ کیوں گناہگار بن رہے ہیں۔ اگر کوئی اسے روڈ پر پھینک گیا تو اس میں اس معصوم کا کیا قصور ہے۔ وہ کسی کی جائز اولاد ہے یا ناجائز اس میں اس کا کیا دوش۔ اس کی جگہ ہم میں سے بھی کوئی ہو سکتا تھا نا کیا آپ یا میں اپنی مرضی سے پیدا ہوئے ہیں۔ کیا یہ سب ہمارے اپنے اختیار میں ہوتا ہے بابا۔ میں تو آپ کو بہت کھلے دماغ کا سمجھتا تھا۔ آپ پانچ ٹائم نماز تو پڑتے ہیں۔ آپ اس پاک ذات کی عبادت کرتے ہیں جو بندے سے ستر ماؤں سے بھی بڑھ کر پیار کرتا ہے وہ آپ کے بیٹے کے ساتھ یا آپ کے ساتھ کیسے غلط کر سکتا ہے۔ بابا آپ اللہ کو تو منانے کی کوشش کرتے ہیں پر کبھی اللہ کی مان کر بھی تو دیکھیں۔ "جب اللہ کہتا ہے کہ تمام انسان برابر ہیں کسی پر کسی کو فضیلت حاصل نہیں فضیلت صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے" تو پھر آپ کیسے نسل کو بنیاد بنا کر اسے ریجٹ کر رہے ہیں۔ آپ کیسے اسے اس کے ناکردہ گناہوں کی سزا دے سکتے ہیں۔ نہیں بابا میں آپ کو ایسا نہیں کرنے دوں گا۔ کل قیامت کے دن اگر اللہ نے مجھ سے پوچھا کہ ہاں بتاؤ کیا تم اپنی مرضی سے اعلیٰ خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ تب کیا جواب دوں گا نہیں بابا میں اس کو اس کے ناکردہ گناہوں کی سزا نہیں دے سکتا۔ بقول آپ کے کہ وہ ناجائز کس کے گناہوں کی نشانی ہے تو میں نہیں مانتا ضروری نہیں کہ

ایسا ہو۔

آپ اچھا بھی تو سوچ سکتے کیا پتہ کسی کی محبوری ہو بابا عنبر بت کی نشانی بھی تو ہو سکتی ہے ہمیشہ برا ہی کیوں سوچا جاتا ہے۔ بہر حال مجھے اس چیز سے منرق نہیں پڑتا کہ وہ کیا تھی میرے لیے وہ اہم ہے بس بیوی ہے وہ میری۔ اگر وہ کسی کے گناہ کی نشانی ہے بھی تو اس میں اس کا کوئی قصور نہیں اس کے والدین اس کے ذمہ دار ہے وہ بے گناہ ہے۔ مجھے تو رشک آتا ہے شہباز انکل پر جھوٹ نے بنا کسی بری سوچ کے بنا کسی عنبر ضلع لائبہ کو بیٹی کی طرح پالا۔ عثمان صاحب چپ کے چپ رہ گئے ان سے کچھ بولا ہی نہیں گیا ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا حماد۔ واقعی اس میں اس کا کیا قصور۔ حماد ان کو سوچ میں مبتلا دیکھ کر چلا گیا۔ اسے امید تھی اگلا سورج امید کا ہو گا اگلی سحر روشن ہو گی۔ حماد کے جانے کے بعد عثمان صاحب اس کی باتوں کے زیر اثر کافی دیر بیٹھے سوچتے رہے اور اپنا محاسبہ کرتے رہے انھیں واقعی خود سے شرم آئی۔ وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا کہ اگر وہ اعلیٰ خاندان یا حسب نسب لے کر پیدا ہوئے تو اس میں ان کا کیا کمال تھا۔ اگر اللہ چاہتا تو لائبہ کی جگہ وہ بھی تو ہو سکتے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو تب وہ کیا کرتے انھیں صحیح معنوں میں خود سے شرم آئی بالآخر وہ ایک فیصلے پر پہنچ کر مطمئن ہو گئے اور سونے کی تیاری کرنے لگے مسز عثمان نا جانے

Classic Urdu Material

کہاں تھیں وہ بھی اس دن سے عثمان صاحب سے ناراض تھیں۔ انھیں بھی عثمان صاحب سے اس سب کی توقع نہیں تھی کیسے مان سے انھوں نے اسے بہو بنانے کا فیصلہ کیا تھا جو عثمان صاحب کی بے رحمی کی نظر ہو گیا تھا۔

صبح عثمان صاحب جب ناشتے کی میز پر آئے تو ماں بیٹا پہلے ہی ناشتے میں مصروف تھے انھوں نے گلا کھنکار کر سلام کرتے ہوئے انھیں اپنی طرف

متوجہ کیا اور بولے ناشتے کے بعد دونوں ماں بیٹا تیار ہو جاؤ ہم بہو کو لینے جا رہے ہیں۔ یہ سن کر دونوں نے بے یقینی سے ان کی طرف دیکھا۔ ان کا رد عمل دیکھ کر عثمان صاحب خفیف سا مسکرا دیے۔ ان کی بات پر دونوں کے چہروں پر خوشی دوڑ گئی اور انھوں نے اس کا پلٹ پر کوئی سوال نہیں کیا حماد کو اگرچہ امید تھی کہ وہ مان جائیں گے مگر اتنی جلدی کا اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔ ان کی بات سن کر حماد دل میں مسرور ہوتے ہوئے بولا بابا کیا شہباز انکل اور لائبہ ہمیں معاف کر دیں گے۔

ہاں بیٹا انشاء اللہ اچھے کی امید رکھو میں ان لوگوں سے خود معافی مانگوں گا مجھے " امید ہے وہ معاف کر دیں گے۔ مجھے احساس ہے میں نے غلط کیا ہے اللہ اپنے بندوں کو شرمندہ نہیں دیکھ سکتا۔ یقیناً اللہ ان کے دل میں رحم

Classic Urdu Material

ڈالے گا۔ اور وہ ہمیں معاف کر دیں گے بس آپ لوگ جلدی سے
آجائیں۔ جی بس آپ گاڑی نکلوائیں میں اور مہربان آئے۔ اس کی جلد بازی
پر دونوں میاں بیوی مسکرا دیے اور عثمان صاحب نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے
اٹھ کھڑے ہوئے۔ حماد اور عصمت بیگم بھی اپنے اپنے کمرے میں ضروری
چیزیں لینے چل دیے

تھوڑی ہی دیر میں تینو گاؤں روانہ ہو گئے شہباز ولا پہنچ کر گاڑی سے اتر آئے چوکیدار
نے انہیں دیکھ کر گھر کا دروازہ کھول دیا وہ پہلے بھی شادی کے دنوں میں کافی دفعہ
آچکے تھے۔ اس وجہ سے چوکیدار ان کو جاننا تھا۔ دوبارہ آکر گاڑی میں
بیٹھ گئے اور گاڑی اندر لا کر کھڑی کر دی اور چوکیدار کی ہمراہی میں ڈرائنگ روم
میں داخل ہوئے ان کو بٹھا کر چوکیدار نے ملازمہ کو اطلاع دی کہ صاحب
جی کے مہمان آئے ہیں کیونکہ چھٹی کا دن تھا تو راحم اور شہباز صاحب گھر ہی
تھے۔ ملازمہ نے انہیں مہمانوں کی آمد کی اطلاع دی تو وہ ڈرائنگ روم کی
طرف بڑھ گئے۔ لیکن جب وہاں عثمان صاحب اور حماد کو دیکھا تو ان کا خون
کھول گیا۔ عثمان صاحب نے کھڑے ہو کر سلام کیا تو وہ چلاتے ہوئے بولے
۔ تم لوگوں کی ہمت کیسے ہوئی میرے گھر آنے کی کیا ایک دفعہ دنیا کے
سامنے تماشا بن کر سکون نہیں ملا جو پھر سے آگئے۔ ان کے چلانے کی آواز

Classic Urdu Material

سن کر سائرہ بیگم اور راحم بھی دوڑے چلے آئے۔ راحم ان کو دیکھ کر بھر گیا اور چلا کر بولا۔ اب کیا لینے آئے ہیں آپ لوگ ساری دنیا کے سامنے میری بہن کا تماشہ بنا دیا۔ زمانے بھر کی رسوائی کو اس کا مقدر ٹھہرایا۔ اب کون سے حبرم کی سزا باقی تھی جو چلے آئے ہیں ان کی باتیں سن کر تینوں نے سر جھکا لیے۔ اچانک عثمان صاحب نے ان کے آگے ہاتھ جوڑ دیے تو یہ دیکھ کر راحم کے ساتھ ساتھ شہباز صاحب کو بھی جھٹکا لگایا۔ کیا پلٹ کیسے ہوئی۔ ابھی وہ سنبھلے ہی تھے کہ عثمان صاحب ان سے معافی مانگنے لگے۔ پلیز شہباز مجھے معاف کر دو مجھ سے غلطی ہو گئی شاید مجھے احساس بھی نہ ہوتا اگر حماد میری آنکھیں نہ کھولتا۔ خدا کے لیے بھائی صاحب ہمیں معاف کر دیں عصمت بیگم بھی روتے ہوئے بولیں۔ یہ دیکھ کر شہباز صاحب ڈھیلے پڑھ گئے۔ جہان دیدہ آدمی تھے سمجھ گئے واقعی یہ لوگ شرمندہ ہیں اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ انھیں معاف کر دیا جائے۔ یہ وقت جوش سے نہیں ہوش سے کام لینے کا تھا۔ انھوں نے سوچا اگر انھیں معاف کر دیا تو اس طرح یہ لوگ لائبہ کا اور بھی خیال رکھیں گے جتنی جگہ ہنسائی ان لوگوں کی وجہ سے ہو چکی تھی۔ اور جو حوالہ اس کے ساتھ لگ چکا تھا۔ اس کے بعد لائبہ کا رشتہ ملنا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا۔ انھوں نے کچھ سوچتے ہوئے

Classic Urdu Material

کہا ٹھیک ہے آپ لوگ بیٹھیے جو بھی لائب بیٹی کا فیصلہ ہوگا۔ مجھے منظور ہوگا
میں اسے بلواتا ہوں۔ اتنے میں حماد بولا انکل جی کیا میں لائب سے اکیلے
میں بات کر سکتا ہوں پلیز مجھے ایک موقع تو دیں۔

شہباز صاحب نے اس کی بات سن کر اسے احبازت دے دی اور راحم کو
اس کے ساتھ بیجھاتا کہ وہ حماد کو لائب کے روم تک چھوڑ آئے۔ حماد کو چھوڑ کر وہ
دوبارہ واپس آگیا۔ حماد نے خود میں ہمت پیدا کرتے ہوئے دروازہ ناک
کیا۔ اندر سے یس کی آواز آئی تو اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا کچھ کھودینے کا
خوف اس کے دل پہ حاوی ہونے لگا۔ وہ ہمت کر کے اندر داخل ہوا۔ لائب
اس کو دیکھ کر ساکت رہ گئی۔ اسے لگا کہ شاید اب وہ کبھی ہل نہ پائے گی۔ اسے
پھر سے سب یاد آنے لگا زخموں سے ٹانگے ادھڑنے لگے۔ اذیت و درد کے کون کون
سے صحر اس نے عبور نہ کیے تھے اس ایک مہینے میں۔ اسے لگا اب
کبھی وہ سانس ہی نہ لے پائے گی۔ لیکن اگر اس طرح کوئی مرنے لگتا تو آج
دنیا انسانوں سے خالی ہوتی۔ حماد اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا۔ اگر لائب
اتنا عرصہ دکھ اور اذیت سہتی رہی تھی تو خوش وہ بھی نارہا تھا۔ دونوں ایک
دوسرے کو دیکھے بارہ تھے۔ صدیوں کی پیاس تھی جو آنکھوں کے ذریعے
بجھائی جا رہی تھی۔ یہ حقیقت تھی کہ لائب حماد کو اول روز سے ہی پسند کرنے

Classic Urdu Material

لگی تھی اور کب پسندیدگی محبت میں بدلی اسے خود بھی نہ پتا چلا۔ وہ خوش تھی کہ بنا کسی ظالم سماج کے وہ اس کا محرم بن رہا تھا۔ پر ایک چیز تقدیر بھی تو ہوتی ہے نا۔ انسان کچھ سوچتا ہے اور ہوتا کچھ اور یہی قدرت کا نظام ہے۔ حماد نے سنبھلتے ہوئے لائبہ کو مخاطب کیا اور اپنے رویے کی معافی مانگنے لگا۔ اس کی بات سن کر لائبہ تو گویا انگاروں پر لوٹنے لگی اور چلاتے ہوئے بولی بس کر دیں حماد صاحب بند کریں یہ نالکے معاف کر دیں اب مجھے۔ میں آپ کے قابل نہیں نہ ہی مجھ میں مزید کوئی تمنا دیکھنے کی سکت ہے حباۓ آپ یہاں سے اور کسی اعلیٰ خاندان کی لڑکی سے شادی کرے جو آپ کے شاہی خاندان کے قابل ہو۔ میرا گندہ خون آپ کے قابل نہیں چلے حباۓ یہاں سے میں اور اذیت برداشت نہیں کر سکتی۔

اس کی باتیں سن کر حماد کے دل پر چھریاں چلنے لگیں۔ وہ تڑپ کر بولا۔ خدا کے لیے لائبہ بس کر دیں اپنے لیے ایسے لفظ مت استعمال کرے مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔ اس کی بات پر لائبہ قہقہہ لگا کر ہنسنے لگی ہا ہا ہا وہ اس وقت خود اذیت کی انتہا پر تھی۔ اور اسے دیکھ کر حماد کا دل پھٹا بارہا تھا۔ پلیز لائبہ بس کر دو مجھے معاف کر دو میں غلط تھا جو تمہارے حق میں بول ہی نہ پایا پلیز ایک موقع تو دو۔ میں تمہارے سارے دکھوں کا مداوا کر دوں گا پلیز اللہ بھی تو بندے کو

Classic Urdu Material

معاف کر دیتا ہے نا۔ حماد صاحب وہ اللہ ہے اور میں ایک ناچیز
انسان میرا اتنا ظرف ہی نہیں۔ اور کیا گارنٹی ہے کہ میں آپ کو آج
معاف کر دوں تو کل پھر جب کوئی میری ذات پہ کچپڑا چھالے گا تو
آپ حنا موش تماشا ئی نہیں بنیں گے۔ کل پھر آپ مجھے بھرے مجمعے
میں تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ کل پھر اگر کوئی اور عثمان اٹھ کھڑا ہوا تو آپ مجھے ایسے
ہی چھوڑ کر نہیں بھاگیں گے۔ جانتے ہیں محبت کے ترینوں میں پہلا
ترین عزت ہوتی ہے۔ اور آپ نے سب سے پہلے میری عزت
کو تار تار کیا مجھے میری ہی نظروں میں گرا دیا۔ بتائیں کیسے کروں اعتبار کہاں
سے لاؤں اتنا ظرف۔۔۔؟؟

اس نے حماد کو لا جواب کر دیا اور کچھ کہنے کے قابل ہی نہیں چھوڑا۔
حماد ہمت کر کے بولا لائبہ تمہاری سب باتیں ٹھیک ہیں اور میں واقعی قصور وار
ہوں۔ تم جو چاہے سزا دو بس مجھے معاف کر دو میں تمہارے بغیر نہیں رہ
پاؤں گا پلینز اگر تم نے مجھے معاف نہ کیا تو اللہ بھی معاف نہیں کرے
گا۔ ابھی وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک دم شہباز صاحب کے ساتھ باقی سب
بھی دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوئے۔ سب کو ایک ساتھ دیکھ کر لائبہ رخ موڑ

Classic Urdu Material

گئی۔ عثمان صاحب اور عصمت بیگم نے لائبہ کے اگے ہاتھ جوڑ دیے یہ دیکھ کر وہ بوکھلا گئی۔ اور ان کے ہاتھ کھولنے لگی عثمان صاحب اپنے رویے کی معافی مانگنے لگے اور بولے بیٹا جو ہو گیا وہ آپ کو بھولنے کا تو نہیں کہوں گا پر میں اس کی معافی چاہتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کسی طرح تلافی ممکن نہیں پھر بھی میں آپ کو زندگی کی تمام خوشیاں دینے کا وعدہ کرتا ہوں جو میرے بس میں ہوا میں وہ سب دوں گا۔

اگر آپ کہیں تو جن لوگوں کے سامنے آپ کو رسوا کیا ان کے سامنے معافی مانگ لوں گا۔ بس آپ ہمارے ساتھ اپنے گھر چلیں اب وہی آپ کا اصل گھر ہے۔ ان کی باتیں سن کر لائبہ رو دی۔ اس کے ذہن میں اچانک یہ بات آئی۔ "اللہ معاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے" اس نے شہباز صاحب کی طرف دیکھا۔ اسے ان کی آنکھوں میں التجا نظر آئی۔ اور پھر جیسے فیصلہ خود بخود ہو گیا اس نے ان کو محاف کر دیا اور فیصلے کا اختیار شہباز صاحب کو دے دیا جو وہ فیصلہ کرتے وہی اس کے لیے حرف آخر کی حیثیت رکھتا تھا پھر بھلا زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ وہ خود کیوں کرتی۔ اس کی بات سن کر

Classic Urdu Material

سن کر سب کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی کیونکہ شہباز صاحب انھیں پہلے ہی معاف کر کے ایک موقع دینے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ حماد کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں۔ وہ خود بھی ہلکی پھلکی ہو گئی یوں جیسے برسوں کی مسافت طے کرنے پر سایہ ملا ہو۔ سب سرشار سے باہر کی جانب چل دیے جبکہ حماد وہیں رک گیا۔ سب اتنے مگن تھے کہ کسی نے اس کا نوٹس ہی نہ لیا۔ وہ مسکراتا ہوا لائیب کی طرف چلا آیا۔ لائیب اسے دیکھ کر کنفیوز ہونے لگی۔ وہ دھیرے سے پاس آکر بولا تھینک یو سوچ اور لائیب کا ہاتھ پکڑ لیا۔ لائیب کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا گویا ہلکے سے باہر آجائے گا۔

حماد اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا لائیب میں کوشش کروں گا سب کا ازالہ کرنے کی اگرچہ یہ مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے کیوں کہ کیونکہ کچھ غلطیوں کا ازالہ کسی طور ممکن نہیں ہوتا۔ تم نے جو میری وجہ سے سہا ہے وہ میرے لیے ساری زندگی باعث پچھتاوا ہے۔

اس کے لیے میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاؤں گا اور ہاں خبردار جو آئندہ آنسو بہائے تو اتنی پیاری آنکھوں پر اتنا ظلم۔ یہ کہہ کر اس نے پوروں پر آنسو چن لیے۔ لائیب طمانیت سے مسکرا دی اور سر حماد کے کندھے پر ٹکا دیا۔ وہ

Classic Urdu Material

حبانتی تھی آگے حماد کے سنگ زندگی خوبصورت گزرنے والی تھی۔ اس نے اللہ کی رضا کے لیے معاف کیا تھا تو اللہ بھی اس کا دامن خوشیوں سے بھرنے والا تھا۔ آج اسے اس بات پر یقین کامل ہو گیا تھا کہ بیشک ہر مشکل کے بعد آسانی ہے

Note:

تو تاریخیں یہ تھی ایک لائبہ کی کہانی کیونکہ یہ کہانی تھی جس کا اینڈ پیپی کر دیا گیا۔ پر ہر کہانی کا اینڈ پیپی نہیں ہوتا لائبہ جیسے ہزاروں بچے رل جاتے ہیں کیونکہ ہر کسی کو شہباز جیسے لوگ نہیں ملتے جو دوسروں کے بچوں کی پرورش بھی اپنی اولاد کی طرح کریں کچھ عثمان صاحب جیسی سوچ رکھنے والے بھی ہوتے ہیں۔ خدا را خود کو سدھاریے ہر تیسرے چوتھے روز بلکہ روزانہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ بچے یا تو ایڈھی سینٹر ڈال جاتے ہیں یا کسی روڈ پر کہیں ویرانے میں پھینک جاتے ہیں۔ ان بچوں کو کس حبرم کی سزا دیتے ہیں آپ لوگ۔ اگر تو غربت سے تنگ آکر پھینکتے ہیں تو پھر آپ مسلمان کہلانے کے حق دار ہی نہیں۔ میرا رب کہتا ہے "اولادوں کو رزق کے خوف سے قتل نہ کرو یہ بھی تو ایک طرح کا قتل ہی ہے نہ۔ بلکہ یہ تو قتل سے بھی بڑا حبرم

Classic Urdu Material

ہے اگر اتنا ہی خوف ہوتا ہے تو ان سسکتی ہوئی زندگیوں کو دنیاں میں لانے کا سبب ہی کیوں بنتے ہیں۔ کچھ لوگ بیٹی کو ناپسند کرتے ہیں بوجھ سمجھتے ہیں اس وجہ سے بھی پھینک جاتے ہیں۔ ان لوگوں سے میرا سوال ہے آپ لوگ اتنے ہی انا والے ہیں اتنا ہی خدا کے فیصلوں کو چیلنج کرنے والے ہیں تو خود کیوں نہیں بیٹے بنا لیتے؟؟؟؟ اور تیسرا اور نہایت ہی افسوسناک المیہ آج کل کی ناخباتز محبتیں ہیں۔ جو ہر حد پھلانگ جاتی ہیں۔ جب اللہ نے نامحرم محبتوں کو حرام قرار دیا ہے تو پھر ان میں برکت کیسے ہو سکتی ہے۔ آج کل نوجوان نسل نے حوس کو محبت کا نام دے دیا ہے۔ اور جب پانی سر سے گزر جاتا ہے تب انہیں یاد آتا ہے کہ وہ عزت دار گھرانے سے ہیں ارے جب سر عام ملتے ہو تمام حدود بھول جاتے ہو تب عزت کیوں نہیں یاد آتی۔ اور جب پانی سر سے اونچا ہونے لگتا ہے اپنی عزت بچانے کے چکر میں ننھی بانوں کو مار دیتے ہو یا معاشرے میں رلنے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔

خدا کے لیے بس کر دیں آپ لوگ۔ یہ محبت کا جھانڈ دے کر آپ کے ارد گرد بھیڑیے پھر رہے ہیں ان سے بچیں اور یقین جانیے جو آپ کا ہے ایک دن آپ کو ضرور ملے گا۔ بس خدا پر کامل یقین رکھیے اور چور راستے مت اپنائیں۔